DOI: https://doi.org/10.52541/fn.v59i03.942

اردو نعتیہ شاعری پر تحریکِ ادبِ اسلامی کے اثرات

زاہد ہمایوں❁

The Effects of Islamic Literary Movement on *Na't* Poetry

Zahid Humayun❁

ABSTRACT

In 1935, with the beginning of the progressive literary movement, religion, ethics, and spirituality were criticized. Therefore, the need for an Islamic literary movement was felt. The poets who were associated with this movement promoted Islamic values, ethics, and spirituality in *na'‘t* poetry. They improved *na‘t* poetry thematically and stylistically. They expressed the social values of their age in the light of the teachings of Prophet Muḥammad (peace be on him). Later on, however, it lost its effects with time. But the glimpses of this movement are still alive in Urdu *na‘t* poetry. This article explores

❁ لیکچرر، شعبہ اُردو، فوجی فاؤنڈیشن کالج، نیو لالہ زار، راولپنڈی۔(zahidhamayoun333@gmail.com)
❁ Lecturer, Department Urdu, Fauji Foundation College, New Lalazar, Rawalpindi. (zahidhamayoun333@gmail.com)

the impact of the Islamic literary movement on *na'͑t* poetry in the realm of the Urdu language.

Keywords

Urdu, *na'͑t* poetry, literature, movement, impact.

Summary of the Article

Islamic literary movement is very important. In its ideology, one finds references to *tawḥīd*, *risālat,* and other Islamic values. We find the motives of the Islamic literary movement from the very beginning in literature. With the movement of Pakistan, the religious element got stronger and the terms like Pakistani literature and Islamic literature started to be used. The progressive literary movement was also a motive of the Islamic literary movement.

In response to the progressive literary movement, a need for an Islamic literary movement was felt because the progressive poets criticized religious ethics and spiritual values in their poetry. That is why the poets who were associated with the Islamic literary movement promoted Islamic values. The progressive movement adopted political methodology in literature and promoted

literature in a specific paradigm with the motto "literature for the sake of life."

Later on, they lost their teachings with time and were labelled as narrow-minded. There was a recurrence of communism in exclamations. Progressive authors spread this trend. Pakistan is an Islamic country. Islamic literary movement is a Pakistani literary movement because literature gets life from the local and regional atmosphere.

There are so many poets, who are associated with the Islamic literary movement. Na'īm Ṣiddīqī, Māhir al-Qādirī, Farōgh Aḥmad Āṣī, Āṣī Karnālī, Isrār Aḥmad Sohārvī, Ghāfil Karnālī, Ja'far Balōch, Taḥsīn Fārāqī, Hafīẓ al-Raḥmān, 'Abd al-Karīm Thamar, Iqbāl 'Azīm, Ḥasrat, Jōhar and many others.

The poets, who were associated with the Islamic literary movement, promoted Islamic values, ethics, and spirituality in *na't* poetry. They enhanced *na't* poetry thematically and professionally. They expressed the social values of their age in the light of the teachings of Prophet Muḥammad (S.A.W.)

Progressive poets introduced the run-line poem and blank verse. But the representative poets of the Islamic movement promoted the same in *naʿt* poetry. Naʿīm Ṣiddīqī is one of them, who extended a form of *naʿt* poetry from lyric form to new forms of the poem.

The poets, who were associated with the Islamic movement, started a new era in *naʿt* poetry in antirevolutionary poems. They expressed social values, amenities of the Islamic nation, and behaviours of commonality in the theme of *naʿt* poetry. After the creation of Pakistan, Hindo-Muslim aberrances created social cragginess. This movement highlighted patriotism, altruism, fair dealing, safety, and humanism in *naʿt* poetry.

Ḥafīẓ Jālandharī roused patriotism in his famous "*Shāhnām-i Islām*." Bahzād Lakhnavī extended love to his beloved homeland "Madīnah." Adīb Rā'aypūrī earned popularity with *Dhikr-i Muṣṭafā*. Asad Multānī lent humbleness to the accent of *naʿt* poetry. Sayyid Iqbāl ʿAẓīm introduced melodious verses in *naʿt* poetry. Ehsan Danish enriched *naʿt* poetry from contemporary affluxes. Ḥabīb Jālib, Ḥanīf Asadī, Khatak Ghaznavī, Qatīl Shafa'ī,

and Muḥsin Iḥsān presented *na'ṭ* verses like privileges of Prophet Muḥammad (S.A.W.).

This trend proved not only the humanity of the Prophet (S.A.W.) but also became a source of Muslim identity. That is why the poets of the Islamic literary movement emboldened the teachings of the Prophet (S.A.W.) in *na'ṭ* poetry. In this modern trend, the *na'ṭ* was considered a parallel literature of poems.

We cannot deny the influence of Islamic values on our religion, culture, and language. Islamic literary movement gave Urdu literature direction and momentum.

The poets who were associated with the Islamic literary movement promoted literature that is related to life, interprets life, and works for life. It is engaged in building society and life. That is why strong glimpses of this movement are still alive in Urdu *na'ṭ* poetry. *Na'ṭ* presented humanity, humility, accuracy, equity, peace, truth, and love which are the values for all.

تمہید

برصغیر میں مسلمانوں کے طویل دورِ حکومت نے جہاں تہذیب وثقافت کے دیگر مظاہر پر اپنے اثرات چھوڑے ہیں، وہیں ادب پر بھی اثرات مرتب کیے ہیں۔ اردوے قدیم کے نشو وارتقا کو دیکھا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ مسلم صوفیہ نے اپنی تالیفات سے اس زبان کے خزانۂ عامرہ کو پرثروت بنایا ہے۔ مرورِ ایام سے اردو ادب میں کئی تحریکیں مختلف ادوار میں ابھری ہیں جن کے مختلف محرکات واثرات رہے ہیں۔ انھیں تحریکات میں ایک تحریک ادبِ اسلامی کی تحریک بھی ہے۔ اسلامی ادب کی تحریک اردو ادب میں اس قدر اہم ہے کہ اس کا حوالہ ہر عہد میں توانا رہا ہے۔ اسلامی ادب کی تحریک کی فکری اور نظریاتی اساس میں توحید رسالت اور آخرت کے ساتھ ساتھ دیگر اسلامی اور اخلاقی اقدار کا تذکرہ ملتا ہے۔ ایسے آفاقی رجحانات اور تصورات کو کسی ایک دور کے ساتھ مخصوص نہیں کیا جاسکتا۔ زمانی اعتبار سے یہ تحریک، تحریکِ آزادی کے بعد معرضِ وجود میں آئی اور اس کی وجہ وہ مخاصمت کی فضا تھی جسے ترقی پسند تحریک کے سیاسی رجحانات نے پیدا کیا تھا۔

۱۹۳۶ء میں ترقی پسند تحریک کا آغاز ہوا، جس کے لیے ایک باضابطہ منشور تحریر کیا گیا۔ اس فعّال تحریک نے اردو ادب کو شدت سے متاثر کیا۔ حسن، صداقت، آزادی اور انسان دوستی جیسی اعلیٰ اقدار کو فروغ دیا گیا، مگر سجاد ظہیر[۱]

نے اس تحریک کو سیاسی خطوط پر چلانے کی کوشش کی، جس کے نتیجے میں سماجی شعور پر زور تو بڑھ گیا مگر داخلیّت اور انفرادی جذبہ ناپید ہو گیا۔ مواد کو ہیئت پر اور نفسِ مضمون کو اسلوب پر ترجیح دی گئی۔ جمالیاتی پہلوؤں کے برعکس بیانات کی صداقت پر اصرار کیا گیا۔ انتہاپسندی کے جوش میں ماضی سے رشتہ منقطع کرنے کا رجحان عام ہوا جس سے مذہبی اور روحانی اقدار بھی متاثر ہوئیں۔ یہی وجہ ہے کہ ۱۹۴۱ء میں مولانا مودودی رحمۃ اللہ علیہ نے جماعتِ اسلامی کے نام سے ایک تحریکی تنظیم کی بنیاد رکھی، بہ قول ڈاکٹر انور سدید:

۱۔ سجاد ظہیر (۱۹۰۵ء-۱۹۷۳ء) لکھنؤ کے ایک اونچے گھرانے کے چشم وچراغ تھے۔ ترقی پسند تحریک میں سجاد ظہیر کا نام اساسی حیثیت رکھتا ہے۔ اس تحریک کا عروج ان کی تنظیمی صلاحیتوں کا مرہونِ منت ہے۔ ڈاکٹر انور سدید نے اپنی کتاب **اردو ادب کی تحریکیں** میں ان کے کردار پر مختصر اروشنی ڈالی ہے۔ (انور سدید، **اردو ادب کی تحریکیں** (کراچی: انجمن ترقی اردو پاکستان، ۲۰۱۳ء)، ۴۳۹۔)

تحریکِ ادبِ اسلامی کی ادبی جہت بالعموم مولانا ابوالاعلیٰ مودودی رحمۃ اللہ علیہ کے نظریات پر مبنی ہے۔ ان کا قول ہے کہ معاش کے لیے ادب پیدا کرنا غلط ہے۔ ادب حسنِ کلام اور تاثیرِ کلام کا نام ہے۔ جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ مولانا مودودیؒ ادب کی جمالیاتی اقدار کو تسلیم کرتے تھے اور اسے معاشی وسیلہ بنانے کے بجائے داخلی طور پر ذہنوں میں انقلاب پیدا کرنے کا ذریعہ قرار دیتے تھے۔ یہ نظریہ ادب کے بنیادی مزاج سے ہم آہنگ ہے۔ (۲)

ترقی پسند تحریک نے سیاسی طرزِ عمل اختیار کیا۔ آزادی کے بعد اس تحریک نے ”ادب برائے انقلاب“ کا نعرہ بلند کیا۔ ان کے نعروں میں اشتراکیت کی بازگشت موجود تھی۔ اشتراکیت میں لادینیت اور الحاد تھا جب کہ پاکستان اسلامی نظریات کی اساس پر وجود میں لایا گیا؛ چناں چہ اسلامی نظریات کو ادب اور فن کے ذریعے مقبول بنانے کے لیے ایک نئی تحریک کی طرح ڈالی گئی جسے اسلامی یا پاکستانی تحریک سے موسوم کیا گیا۔

ڈاکٹر نوازش علی رقم طراز ہیں:

محمد حسن عسکری کو ترقی پسند مصنفین سے بہت سی شکایتیں تھیں۔ یہ شکایتیں نظریاتی بھی تھیں اور ادبی گروہ بندی کا شاخسانہ بھی تھیں۔ یہی سبب ہے کہ پاکستانی ادب اور ان سے متعلقہ معاملات پر انھوں نے اپنا ایک الگ نقطۂ نظر بنا لیا۔ تقسیم کے بعد جب مکانی کا عمل ہوا تو ایسے ادبا جو نقل مکانی کر کے آئے تھے ان کے لیے بالخصوص یہ نقطۂ نظر ایک پناہ گاہ کی صورت اختیار کر گیا۔ پاکستانیت کا یہ تصور ایک طرف تو ترقی پسند ادب کے غلبے سے نکلنے کا راستہ دکھاتا تھا تو دوسری طرف مشترکہ روایت میں سے اپنے لیے ایک الگ راہ بنانے کی سبیل تھا۔ (۳)

محمد حسن عسکری نے پچاس کی دھائی میں ہفت روزہ **نظام**، لاہور میں ”پاکستان اردو ادب اور قومی تقاضے“ اور پھر ایک اور مضمون ”قوم سے بے نیازی اور ادب“ میں گذشتہ بیس برس کو اس لیے مسترد کیا کہ اس میں قوم کو کوئی سمت دکھائی نہیں دیتی تھی۔ اس پر انھوں نے اسلامی شعور، اسلامی ادب اور پاکستانی ادب وغیرہ کی بحث چھیڑی۔ قیامِ پاکستان کے بعد جب ساقی دہلی سے کراچی منتقل ہوا تو انھوں نے اپنے مشہورِ زمانہ کالم ”جھلکیاں“ میں متعدد مضامین لکھ کر اسلامی تہذیب کی اقدار بحال کرنے کی سعیِ بلیغ کی۔ محمد حسن عسکری کی ذاتی کاوشوں کے علاوہ اسلامی اقدار و روایات پر کلّی اعتماد رکھنے والے ادبا اور شعرا نے ۱۹۴۸ء میں باقاعدہ طور پر حلقۂ ادب اسلامی پاکستان کے نام سے ایک ادبی تنظیم قائم کی۔ باقاعدہ منشور قائم کیا گیا اور اسلامی نظریات کے منافی عوامل و عناصر کی بیخ کنی کرنے کے لیے مؤثر اقدامات کیے گئے۔

۲۔ نفس مرجع، ۵۵۳۔

۳۔ نوازش علی، **پاکستان میں اردو ادب کے پچاس سال** (لاہور: الوقار پبلی کیشنز، ۱۹۹۷ء)، ۳۰۔

مولانا مودودی رحمۃ اللہ علیہ کے علاوہ تحریکِ ادب اسلامی سے وابستہ شعرا کی ایک طویل فہرست ہے۔ ان شعرا میں نعیم صدیقی، ماہر القادری، فروغ احمد، آسی ضیائی، عاصی کرنالی، اسرار احمد سہاوری، غافل کرنالی، جعفر بلوچ، تحسین فراقی، حفیظ الرحمٰن، عبد الکریم ثمر، اقبال عظیم، حسرت اور جوہر وغیرہ قابلِ قدر ہیں۔ ان شعرا نے نعتیہ شاعری کے ذریعے اسلامی اقدار کو فروغ دیا۔ الحاد اور لادینیت کے مقابلے میں اسلامی افکار کو وسیلۂ اظہار بنایا۔ نعتیہ شاعری میں انقلابی نظموں کو فروغ دیا۔ نعتیہ موضوعات میں ملّتِ اسلامیہ کے حالات و واقعات، حیات اور کائنات کے رویّے، مطالبِ قرآن اور تہذیبی شعور کو قبولِ عام عطا کیا۔ اسلوب میں سوع، تازہ کاری اور رمز و علامت کو برتا۔ قیامِ پاکستان سے قبل اردو شاعری میں نعت گوئی ایک مضبوط رجحان کی حیثیت سے موجود نہیں تھی۔

تحریکِ ادب اسلامی نے صنفِ نعت کو خصوصی توجہ کا مرکز بنا کر اردو میں نعت نگاری کے لیے ایک نئے دور کا آغاز کیا۔ اشعار میں آپ ﷺ کے شمائل اور صفتِ نُور سے زیادہ آپ ﷺ کے بشری اوصاف بیان کیے گئے۔ آپ ﷺ کی تعلیمات اور کردار کو اجاگر کیا گیا۔ تحریکِ اسلامی سے وابستہ شعرا کی نعتیہ شاعری کی چند مثالیں بہ طور مشتِ نمونہ از خروارے ملاحظہ فرمائیں، تاکہ تحریکِ ادب اسلامی کے نعتیہ شاعری پر اثرات کے خدّوخال متعیّن کیے جا سکیں:

کہاں سے مجھے رفعتِ خیال ملے
کہاں سے شعر کو اخلاص کا جمال ملے
کہاں سے قال کو گم گشتہ رنگِ حال ملے
حضور! ایک ہی مصرع یہ ہو سکا موزوں
میں ایک نعت کہوں، سوچتا ہوں کیسے کہوں
(نعیم صدیقی)(۴)

تیرے گیسو حاملِ ناموس اسحاق و ذبیح
تیرے عارض باعثِ رنگینیٔ باغِ خلیلؑ
تیری عظمت کی گواہی کفر کی گردن کا خم
رفعتِ اسلام ہے تیری نبوّت کی دلیل

۴۔ نعیم صدیقی، **نور کی ندیاں رواں** (لاہور: ادارہ معارف اسلامی، ۱۹۸۷ء)، ۲۷۔

(ماہر القادری)[۵]

چمن میں رنج محرومی سے میرا دل نہ بھر آتا
مجھے اے کاش کچھ گستاخ دستی کا ہنر آتا
ہم اپنے ضبط سے تطہیر کے امکان کھو بیٹھتے
اگر آنکھیں چھلکتیں چہرۂ ہستی نکھر آتا
تماشا کون بنتا لوگ پتھر پھینکتے کس پر
اگر سطحِ عوام الناس پر میں بھی اتر آتا

(جعفر بلوچ)[۶]

اے سید مرسلانِ سابق
تو باعثِ حرفِ کن فکاں ہے
بس ایک ترا ہی نام نامی
تسکین دل و قرارِ جاں ہے
تو بارش رحمتِ دو عالم
تو بادِ بہارِ بیدلاں ہے
اِس ملت ہرزہ کار پر بھی
رحمت کہ یہ رہنِ امتحان ہے

(تحسین فراقی)[۷]

گفتگو کے لیے لازم ہے محبت ان ﷺ کی
اور معیارِ محبت ہے اطاعت ان ﷺ کی

۵۔ ماہر القادری، **محسوساتِ ماہر** (کراچی: نفیس اکیڈمی، س،ن)، ۲۲۔

۶۔ جعفر بلوچ، **اقلیم** مکتبہ عالیہ، (لاہور: ۱۹۸۶ء)، ۴۱۔

۷۔ تحسین فراقی، "نعتیہ شہر آشوب"، **ماہنامہ سیارہ**، لاہور (دسمبر ۱۹۹۴ء)، ۲۴۔

(آسی ضیائی)[۸]

جب سے مجھے در پیش مدینے کا سفر ہے
جس راہ پہ چلتا ہوں تری راہ گزر ہے
جتنا بھی یہاں جلوۂ تہذیب بشر ہے
اے محسن عالم! ترا فیضانِ نظر ہے
طیبہ کی مساجد ہوں کہ طیبہ کی اذانیں
یہ خلدِ سماعت ہے، وہ فردوسِ نظر ہے

(عاصی کرنالی)[۹]

تحریکِ ادب اسلامی سے وابستہ شعرا کی نعتیہ تخلیقات سے پتا چلتا ہے کہ ان شعرا کے ہاں جذبے کا خلوص، سوزِ دروں، اثر آفرینی، حرکت و عمل، عقیدت و محبت اور بصیرت افروزی موجود ہے۔ اس تحریک نے نہ صرف نعتیہ شاعری بلکہ غزلیہ شاعری پر بھی گہرے اثرات چھوڑے کہ فیض جیسے معروف ترقی پسند شاعر کے ہاں بھی اسلامی تلمیحات و استعارات کثرت سے ملتے ہیں۔ لوح و قلم، دامنِ یوسف، دستِ عیسیٰ، وغیرہ تلمیحات و تراکیب اسلامی مزاج کا اظہار کرتی ہیں۔ یہی اسلامی مزاج نعتیہ رجحانات کو فروغ دیتا ہے۔

تحریکِ ادب اسلامی سے متعلق ڈاکٹر انور سدید رقم طراز ہیں:

مجموعی طور پر اس تحریک کی شاعری میں اقبال ایک سنگِ میل ہے، جسے عبور کرنے کی تخلیقی قوت تاحال کسی شاعر کو حاصل نہیں ہوئی اور اقبال ہی کو مثال بنا کر تقلید کی کوشش کی جاتی ہے، تو شاعر خود اقبال میں ضم ہو جاتا ہے اور اس کا اپنا تخلیقی روپ سامنے نہیں آتا۔[۱۰]

ترقی پسند ادب کی تحریک آزاد نظم کو لے کر باقاعدگی کے ساتھ آگے بڑھی۔ معرّیٰ نظم کے تجربات ہوئے۔ تحریک ادبِ اسلامی کے نمائندہ نعت گو شعرا نے بھی نعتیہ شاعری میں نظم کے نت نئے تجربات کیے۔ نعیم صدّیقی کی جدّتِ نگارش اس کی بہترین مثال ہے۔ ان کا شمار تحریکِ اسلامی کے سربرآوردہ شعرائے کرام میں ہوتا ہے۔ اسلامی ادب میں وہ اپنے حسنِ کلام اور ندرت بیان کی وجہ سے ممتاز و ممیز ہیں۔

۸۔ آسی ضیائی، "نعتیہ اشعار"، **اوج (نعت نمبر)**، لاہور (۱۹۹۲ء–۱۹۹۳ء)، ۵۰۹۔

۹۔ عاصی کرنالی، **نعتوں کے گلاب** (ملتان: کاروانِ ادب، ۱۹۸۶ء)، ۱۸۔

۱۰۔ انور سدید، **اردو ادب کی تحریکیں** (کراچی: انجمن ترقی اردو، ۱۹۹۹ء)، ۶۰۷۔

پہلے تحریک انجمن پنجاب نے نظم نگاری کو فروغ دیا، پھر اقبال نے موضوعات میں تنوع پیدا کر کے اس میں جدت وندرت پیدا کی۔ مزید نعیم صدیقی نے اسی طرحِ نو کو نعتیہ ادب میں اپنایا، بہ قول گوہر ملسیانی: "نعیم صدیقی نے نعت کو غزل کی صنف کے محدود دائرے سے نکال کر نظم کی وسعتوں سے آشنا کیا ہے۔ پھر نظم کے میدان میں بھی نئے نئے تجربے کیے ہیں۔ یہ نعت دیکھیے:

بہ خدا!
تو محترم!
تو محتشم!
ہے چمن چمن ترا ہر سخن! ہے گہر گہر تری چشم نم
ہے صبا اثر تری موجِ رم! ارم طراز تیرا ہر قدم(۱۱)

تحریکِ ادب اسلامی دراصل پاکستانی ادب کی تحریک ہے۔ پاکستانی ادب کی تحریک قیامِ پاکستان کے بعد وجود میں آئی۔ قیامِ پاکستان کے بعد زمینی حقائق یہ تھے کہ پاکستان اور بھارت نے اپنے لیے متضاد راستے چن لیے۔ جب پاکستانی ادب میں کارفرما عناصر و عوامل کی بحث چلی تو مذہب کا حوالہ بڑھ گیا اور ادب میں پاکستانی ادب اور اسلامی ادب کی اصطلاحیں برابر برتی جانے لگیں۔ دراصل پاکستانی ادب اور اسلامی ادب ایک دوسرے کے لیے لازم وملزوم ہیں۔ پاکستانی ادب کی جڑیں اگر اس کی ثقافتی اور ارضی بنیادوں سے جڑی ہیں تو پاکستانی ثقافت اور تہذیب وتمدّن سے اسلامی روح کو نکالا نہیں جاسکتا۔ ادب کا سماج سے رشتہ منقطع نہیں کیا جاسکتا۔

بہ قول مجنوں گورکھپوری:

> ادب کوئی راہب یا جوگی نہیں ہوتا۔ ادب ترک اور تپسیا کی پیداوار نہیں ہے۔ ادیب بھی اسی طرح ایک مخصوص ہیئت اجتماعی، ایک خاص نظام تمدّن کا پروردہ ہوتا ہے، جس طرح کوئی دوسرا فرد۔ ادب براہِ راست ہماری معاشی اور سماجی زندگی سے اسی طرح متاثر ہوتا ہے۔ جس طرح ہمارے دوسرے حرکات وسکنات۔(۱۲)

یہی وجہ ہے کہ تخلیقِ پاکستان کے بعد اردو کی نعتیہ شاعری نے ایک نئی کروٹ لی۔ نعتیہ سرمایے میں موضوعاتی، فنی اور اسلوبی تنوّع حیرت انگیز ہے۔ پاکستان کے ابتدائی دور ہی میں نعت گو شعرا کی فہرست طویل ہو جاتی ہے۔ حفیظ جالندھری، ماہر القادری، بہزاد لکھنوی، ضیاء القادری، محشر رسول نگری، علامہ سیماب اکبر آبادی،

۱۱۔ گوہر ملسیانی، **عصرِ حاضر کے نعت گو** (کراچی: کتاب سرائے، ۲۰۱۳ء)، ۱۴۶۔

۱۲۔ مجنوں گورکھپوری، **ادب اور زندگی** (کراچی: مکتبۂ دانیال، ۲۰۰۸ء)، ۳۹۔

صبا اکبر آبادی، اقبال صفی، ادیب رائے پوری، اختر صہبائی، اقبال عظیم، اسد ملتانی، حفیظ تائب، مظفر وارثی، حنیف اسعدی، راسخ عرفانی، راغب مراد آبادی، اعجاز رحمانی، نعیم صدیقی، نصیر الدین نصیر، مسرور کیفی وغیرہ کے نام قابلِ ذکر ہیں۔ یہ تمام شعرا کلاسیکی قدروں کے محافظ تھے۔ قومی شعور، اسلامی اقدار، اخلاقی، روحانی اور ملیّ رجحانات کو فروغ دیتے تھے۔ ان کی نعتوں میں زبان و محاورہ کی صفائی، چستی بندش اور قادر الکلامی ہے۔

قیامِ پاکستان کے فوری بعد جو عظیم حادثہ ہماری فکر کا حصّہ بنا وہ ہندو مسلم فسادات تھے۔ رشوت ستانی، چور بازاری اور بے عملی کا بازار گرم تھا۔ وطن سے محبت کا جذبہ مفقود تھا۔ محمد حسن عسکری، صمد شاہین اور ممتاز شیریں نے اسلامی اور پاکستانی ادب کے نعرے لگائے تھے۔ انھوں نے پاکستان کی نظریاتی اساس کو مضبوط کیا تو دوسری طرف نعت گو شعرا نے اپنی قادر الکلامی سے کھویا ہوا وقار بحال کرنے کی کوشش کی۔

عہدِ ضیاء الحق سے قبل تک نعت کا چرچا عام نہ تھا۔ نعت کو وہ فروغ حاصل نہ تھا جس کی یہ حق دار تھی۔ یہ رسول اللہ ﷺ کے عشق کے اظہار سے گریز کی بڑی گھناؤنی سازش تھی۔ مگر اس دور میں بھی بعض ایسے شعرا پیدا ہوئے جنھوں نے نعت کو اپنا خاص موضوع بنایا اور اس فن کو بام عروج تک پہنچایا۔

ان میں خاص طور پر اقبال سہیل جن کا نعتیہ کلام **ارمغانِ حرم**، بہزاد لکھنوی کے مجموعے **نغمۂ نور**، **کہفِ سرور**، **چراغِ نور**، **نعتِ حضور** اور **ثنائے حبیب**۔ ماہر القادری کے نعتیہ مجموعے **ذکرِ جمیل**، **نغماتِ ماہر** اور حفیظ جالندھری کا **شاہنامۂ اسلام** قابلِ ذکر ہیں۔

حفیظ جالندھری، ماہر القادری، حنیف اسعدی، راسخ عرفانی اور اعجاز رحمانی کے علاوہ تحریکِ ادبِ اسلامی سے وابستہ نمائندہ شعرا کے نعتیہ فن پاروں کا جائزہ لینے سے پتا چلتا ہے کہ کیسے انھوں نے نعتیہ شاعری کو فروغ دیا۔ ان نمائندہ شعرا میں سے ایک لالہ صحرائی ہیں، جنھوں نے غزواتِ نبوی ﷺ کو بہ طورِ خاص موضوع بنایا ہے۔ اسلامی فتوحات اور معرکوں کے ذریعے دِلوں کو گرمایا گیا اور حب الوطنی کے جذبات کو بے دار کیا گیا:

ہے وجودِ سیرتِ احمد ﷺ پہ ہاتھ اللہ کا
روشنی پھیلائے گی تا حشر یہ شمعِ وجود
روئے حضور ﷺ عکسِ منوّر تھا قلب کا
صدق و صفائے قول کا بین ثبوت تھا
خلاق کا حضور ﷺ ہیں شہکار بے مثال
دونوں جہاں میں ثانیِ سرکار ہے کجا

عالم تمام سیرتِ احمد ﷺ سے مستنیر
بکھرا ہے اس کا نورِ اطاعت جہاں تہاں [۱۳]

بہزاد لکھنوی نے ہجرت سوئے دوست کی طرف نعتیہ آہنگ کو ابھارا اور دربدر بھٹکنے والی کیفیات کو ایک منزل کی راہ دکھائی، مدینہ نہ صرف قلبِ راحت ہے، بل کہ مرکز و محورِ حیات بھی ہے:

دل یہ کہتا ہے ہر دم مدینے چلو
دور ہو جائیں گے غم مدینے چلو
یا تو دل تھام کر ضبط کرتے ہوئے
یا تو بادیدۂ نم، مدینے چلو
چاہتے ہو اگر چارۂ زخم دل
مل ہی جائے گا مرہم مدینے چلو

علامہ سیماب اکبر آبادی (۱۸۸۰ء–۱۹۵۱ء) جن کا اصل نام عاشق حسین صدیقی تھا۔ داغ دہلوی سے تلمذّ تھا۔ نعتیہ شاعری میں اپنے مضمون کی عظمت اور آہنگ کی موزونیّت کی وجہ سے اپنے ہم عصروں میں منفرد حیثیت رکھتے ہیں۔ ساز حجاز (۱۹۸۲ء) اور نیستان ان کے خوب صورت نعتیہ مجموعے ہیں۔ انھوں نے خوب صورت تشبیہات و استعارات کے پیرائے میں نعتیہ شاعری کو فروغ دیا:

سلام اے صبحِ کعبہ! السلام اے شام بت خانہ
تو چمکا بزمِ آذر میں بہ انداز خلیلانہ
حریم پاک تیرا وہ بلند ایواں حقیقت کا
جہاں جبریل بھی نا چیز سا ہے ایک پروانہ
کہیں تو زندگی پیرا، بہ اندازِ لبِ عیسیٰ
کہیں تو خطبہ فرما، اوجِ طائف پر کلیمانہ

(سازِ حجاز)

۱۳– گوہر ملسیانی، مرجعِ سابق، ۲۵۔

حضرت محمد ﷺ کی سیرت طیبہ کو "فخر کونین" کے زیر عنوان محشر رسول نگری (۱۹۱۶ء–۱۹۸۴ء) نے ایک طویل مسدس کی صورت میں پیش کیا۔ اردو نعت کی تاریخ میں یہ ایک منفرد کارنامہ ہے۔ ان کے اسلوب کی خوبی یہ ہے کہ واقعاتی صداقتیں اور تاریخی سچائیاں تخلیقی سطح پر ابھر کر سامنے آتی ہیں:

طاقت کہاں بشر کو تماشائے ذات کی
جب تک کہ نہ انتہا ہو تولائے ذات کی

* * *

پردے تعینات کے تھے چاک سر بسر
ماضی کی طرح فاش تھا مستقبل آپ پر
کیا کیا نہ جانے دیکھا کیے سید البشر
حق کے عجائبات تھے اور آپ کی نظر
دیکھی ہے مصطفیٰ ﷺ نے حقیقت قریب سے
بے واسطہ حبیب ملا ہے حبیب سے [۱۴]

ادیب رائے پوری (۱۹۲۸ء–۲۰۰۴ء) جن کا اصل نام سید حسین علی تھا، انھوں نے **نذرانۂ اشک**، **مقصود کائنات**، **ارمغان ادب** اور **تصویر کمالِ محبت** کے نام سے خوب صورت نعتیہ مجموعے پیش کیے۔ ان کی نعتیں بہت مشہور ہوئیں۔ نعت گوئی کے ساتھ ساتھ نعت خوانی بھی انھوں نے جاری رکھی۔ اس لیے اپنے ہم عصر نعت گو شعرا میں منفرد حیثیت رکھتے ہیں۔ انھوں نے سادہ بیانی میں ورفعنا لک ذکرک کی صدائیں بلند کیں:

خدا کا ذکر کرے، ذکرِ مصطفیٰ ﷺ نہ کرے
ہمارے منہ میں ہو ایسی زباں خدا نہ کرے

مدینے جا کے نکلنا نہ شہر سے باہر
خدانخواستہ یہ زندگی وفا نہ کرے
آج اشک مرے نعت سنائیں تو عجب کیا
سن کر وہ مجھے پاس بلائیں تو عجب کیا

۱۴- نثار احمد محشر رسول نگری، **فخر کونین** (کوئٹہ: سجاد پبلی کیشنز، ۱۹۸۱ء)، ۲۱۲۔

(ادیب رائے پوری)[۱۵]

اسد ملتانی نے بھی اپنی منکسر المزاجی اور قادر الکلامی سے معاصر نعت گوؤں میں اپنے اسلوب کی انفرادیت بر قرار رکھی ہے۔ انھوں نے اپنی سعادت حج کو جس والہانہ انداز سے نعت میں بیان کیا ہے وہ کیفِ حضوری کا مظہر ہے۔ **تحفۂ حرم** اور **مشارق** میں ان کی نعتیں شامل ہیں:

ہیچ ہیں دونوں جہاں میری نظر کے سامنے
میں کھڑا ہوں روضۂ خیر البشر کے سامنے
جھلملانے لگیں روضے کی روشن جالیاں
اک نیا منظر ہے میری چشم تر کے سامنے

عوام اور خواص میں برابر شہرت پانے والے، خوب صورت نعتیہ مجموعے **قاب قوسین** اور **زبورِ حرم** کے خالق سید اقبال عظیم (۱۹۱۳ء–۲۰۰۰ء) بھی اپنی مترنم بحروں کے باعث اپنی اسلوبی پہچان رکھتے ہیں۔

مدینے کا سفر ہے اور میں نم دیدہ نم دیدہ
جبیں افسردہ افسردہ، قدم لرزیدہ لرزیدہ
چلا ہوں ایک مجرم کی طرح میں جانب طیبہ
نظر شرمندہ شرمندہ، زباں لغزیدہ لغزیدہ
کسی کے ہاتھ نے مجھ کو سہارا دے دیا ورنہ
کہاں میں اور کہاں یہ راستے پیچیدہ پیچیدہ[۱۶]

راغب مراد آبادی (۱۹۱۸ء–۲۰۱۱ء) اپنے عہد کے اساتذۂ سخن میں شمار ہوتے ہیں۔ نعتیہ شاعری کے حوالے سے انھوں نے غالبؔ کی زمینوں میں سخن گوئی کا مظاہرہ کیا ہے۔ **مدحت خیر البشر ﷺ**، **مدحِ رسول ﷺ**، **بہ حضور قائم الانبیاء ﷺ** اور **بدرالدجیٰ** ان کے نعتیہ مجموعے ہیں۔

پہنچ ہی جائیں گے اک دن کسی قرینے سے
کہ لو لگائے ہوئے ہم بھی ہیں مدینے سے

۱۵– شہزاد احمد، **ایک سو ایک پاکستانی نعت گو شعرا** (کراچی: رنگ ادب پبلی کیشنز، ۲۰۱۷ء)، ۱۹۱۔

۱۶– ارشد ملک، **کرو ذکر میرے حضور ﷺ کا** (راولپنڈی: رومیل پبلی کیشنز، ۲۰۱۴ء)، ۳۳۔

حضور ﷺ پاس بلا لیجیے خدا کے لیے
رہے جو دور تو کیا فائدہ ہے جینے سے
نثار میرے دل و جاں ربیع الاول پر
ہوا بہار کا آغاز اسی مہینے سے

اس مختصر جائزے سے پتا چلتا ہے کہ تحریکِ ادبِ اسلامی سے وابستہ شعرا نے نعتیہ شاعری کو موضوعاتی، فنّی اور اسلوبی ہر لحاظ سے وسعت سے ہم کنار کیا ہے۔ نعت جو حضرت محمد ﷺ کے شمائل اور معجزانہ تذکروں تک محدود تھی، اسے سیرتِ مصطفیٰ ﷺ کے روشن حوالوں سے مزیّن کیا اور آپ ﷺ کی تعلیمات کی روشنی میں سماجی، اخلاقی، قومی اور ملی اقدار کو فروغ دیا۔ اسلوبی اور فنی حوالوں سے بھی بلکہ ان شعرا نے نعتیہ موضوعات کو اتنی وسعت اور کشادگی دی ہے کہ نعتیہ شاعری اپنے دور کی فکری و تہذیبی فضا کو سیرتِ مصطفیٰ ﷺ کی روشنی میں پرکھنے لگی۔

قیامِ پاکستان کے بعد ہندو مسلم فسادات، سامراجی طبقے کی لوٹ کھسوٹ، سرمایہ داروں سے نجات، بھوک، مفلسی، سیاسی آزادی، انسان پرستی کے نظریات، مذہبی اقدار کی عدم توجہی، معاشی عدم مساوات جیسے مسائل ہماری شاعری کے موضوعات بنے۔ پروفیسر ڈاکٹر ساجد امجد نے اس حوالے سے مختلف شعرا کے کلام کے نمونے جمع کیے ہیں۔ مثال کے طور پر:

سڑکوں پہ گھومنے کو نکلتے ہیں شام سے
آسیب اپنے کام سے ہم اپنے کام سے
(رئیس فروغ)

؎

اب تو میری کل توقیر شجر ہے آدھا!
برق کو یہ آدھا بھی شجر دوں یہ نہیں ہوگا
(محشر بدایونی)

؎

وقت سے پہلے بچوں نے چہروں پہ بڑھاپا اوڑھ لیا
تتلی بن کے اڑنے والے سوچ میں ڈوبے رہتے ہیں

(فارغ بخاری)

؎

جب چلی ٹھنڈی ہوا بچہ لرز کر رہ گیا
ماں نے اپنے لال کی تختی جلا دی رات کو
(سبط علی صبا)

؎

اِک عمر میں رہا ہوں اندھیرے مکاں میں
ہمسائے کے مکاں کا اجالا گواہ ہے
(اسمٰعیل انیس)

؎

ایک دھڑکا سا لگا رہتا ہے کھو جانے کا
زیست ہمسائے سے مانگا ہوا زیور تو نہیں
(محسن بھوپالی)

؎

چراغ سامنے والے مکان میں بھی نہ تھا
یہ سانحہ مرے وہم و گمان میں بھی نہ تھا
(جمال احسانی)

؎

اگر ہوں کچے گھروندوں میں آدمی آباد
تو ایک ابر بھی سیلاب کے برابر ہے
(عبید اللہ علیم)[۱۷]

یہی تہذیبی رجحان نعت کی سرحد میں بھی داخل ہوا تو تحریک ادبِ اسلامی سے وابستہ شعرا نے اسے عشقِ رسول ﷺ کی تمازت سے بالیدگی اور پاکیزگی بخشی اور یہ معاصر شعری منظر نامے میں سیلِ رواں کی صورت اختیار

۱۷۔ ساجد امجد، **اردو شاعری پر برّصغیر کے تہذیبی اثرات** (لاہور: الوقار پبلی کیشنز، ۲۰۰۳ء)، ۴۹۷۔

کر گیا۔ اس تہذیبی رجحان نے نعتیہ شاعری کو ایک نیا رنگ عطا کیا جس کی وجہ سے نعت مزید نئے نئے اسالیب اور نئے نئے موضوعات سے آشنا ہوئی۔ تحریکِ ادب اسلامی سے وابستہ شعرا نے جو اثرات نعتیہ شاعری پر مرتب کیے اب اس کے نتائج بڑی تیزی سے پھیلنے لگے۔ نتیجہ یہ نکلا کہ غزل اور نظم کے شعرا بھی بڑی کشادہ دلی سے نعتیہ رجحانات کو فروغ دینے لگے اور وہی سماجی، اخلاقی، روحانی، مذہبی اور ملّی اقدار ان کی نعتیہ شاعری کا حصّہ بننے لگیں جو کہ تحریکِ ادبِ اسلامی سے وابستہ شعرا کی فطرت ثانیہ تھیں۔ گویا کہ اب یہ نعتیہ رجحانات مجموعی طور پر اردو شعری منظر نامے پر اثرانداز ہونے لگے۔ مبین مرزا اِس نعتیہ رجحان کو شعرا کے درج ذیل انتخاب میں بیان کرتے ہیں:

سیہ کار تھے باصفا ہوگئے ہم
ترے عشق میں کیا سے کیا ہوگئے ہم
(حسرت)

؎
سیکھی یہیں مرے دلِ کافر نے بندگی
ربِّ کریم ہے تو تری رہ گزر میں ہے
(فیض)

؎
دلوں کو اسرار کرگئی جو نگہ
اُسی نگہ کی گدائی کا وقت ہے کہ نہیں
(عزیز حامد مدنی)

؎
فروغِ اسمِ محمد ہو بستیوں میں منیر
قدیم یاد نئے مسکنوں سے پیدا ہو
(منیر نیازی)

؎
یہ سوچ پہن کر گیا ہے سوئے فلک
کہ جس کا چاند پہ نقشِ قدم سا لگتا ہے
(شیر افضل جعفری)

؎

بہار ہو کہ خزاں کار گاہِ ہستی میں
انھیں کسی سے غرض کیا جو تیرے ہو جائیں

(صہبا اختر)[۱۸]

جدید غزل کی طرح تحریک ادب اسلامی سے وابستہ شعرا نے اردو نعت کو زمینوں کے انتخاب سے لے کر بات کہنے کے اسالیب تک انفرادی تخلیقات کو ظاہر کیا ہے۔ لب و لہجے کی تازگی ،بیان کی شائستگی ،اظہار کی سلیقہ مندی ،وجدانی کیفیات، جمالی احساس ،سوزوگداز، رنگ و آہنگ اور قلبی کیفیات کی غزلیہ آہنگ سے کم نہیں ہے۔ کچھ مثالیں ملاحظہ کیجیے:

محسوس ہو رہا ہے کہ دل کا معاملہ
دربار مصطفی سے خدا تک پہنچ گیا

(جمیل یوسف)

میں اپنے جسم کو اس خواب پر قربان کر دوں
میں ترے شہر کے رستوں کی مٹی ہو گیا ہوں

(محمد اظہار الحق)

نگاہ عشق سے وہ حسن پنہاں دیکھ لیتے ہیں
نبی کے روپ میں ہم شان یزداں دیکھ لیتے ہیں

(پیر نصیر الدین نصیر)

ان شعرا نے اسالیب کی تازگی کے علاوہ عربی وفارسی الفاظ وتراکیب کو بھی نئے آہنگ سے پیش کیا ہے۔

پیر نصیر الدین نصیر اپنے عارفانہ، عالمانہ اور تخلیقی اوصاف کی بنا پر اپنے دور کے دیگر نعت گو شعرا سے ممتاز حیثیت رکھتے ہیں۔ انھیں عربی، فارسی، اردو، پنجابی، سرائیکی اور پوربی زبانوں میں عبور حاصل تھا۔ قرآن و حدیث، فقہ، تصوّف اور منطق کا گہرا علم تھا۔ انھوں نے نعتیہ ادب میں اللہ عزوجل کی حقانیت کی شان ڈالی۔ کچھ

۱۸- مبین مرزا، "نعت اور اردو شعری تہذیب"، مشمولہ **اردو نعت کی شعری روایت**، مرتبہ، صبیح رحمانی (کراچی: اکادمی بازیافت،۲۰۱۶ء)، ۴۴۸۔

مثالیں ملاحظہ ہوں:

نگاہِ عشق سے وہ حسن پنہاں دیکھ لیتے ہیں
نبی ﷺ کے روپ میں ہم شانِ یزداں دیکھ لیتے ہیں

- - - - - - - - - -

للہ الحمد وسیلہ یہ ملا خوب ہمیں
جب کہا صّل علیٰ ربّ علیٰ تک پہنچا
مجھے غلام اسے میرا شہریار کیا
مرے کریم! کرم تو نے بے شمار کیا
خالقِ کل، مالکِ کل، رازقِ کل ہے
یہ حقائق جزشہِ بطحا بتا سکتا ہے کون(۱۹)

عربی اور فارسی الفاظ کو عبد العزیز خالد نے بھی بڑی برجستگی اور بے تکلفّی سے استعمال کیا ہے۔ ان کے نعتیہ کلام کے اہم مجموعے ماذماذ، طاب طاب، حمطایا، منحمنا، فارقلیط، دشتِ شام، گلِ نغمہ اور سرورِ رفتہ ہیں۔ ان کے اندازِ بیان اور لب ولہجے میں قصائد کی شان جھلکتی ہے۔

نعتیہ شاعری اسلامی، قومی، ملّی تشخّص کا حوالہ بھی بن کر ابھری۔ گیارہ سالہ آمریت میں جب مزاحمت کا ایک نیادور اور نیالب ولہجہ وجود میں آیا، تو پھر نئے نئے موضوعات تراشے جانے لگے۔ بہ قول حسن عسکری:

"پاکستانی ادیبوں کے ادبی شعور میں اہم تبدیلیاں واقع ہورہی ہیں۔ یہ تبدیلیاں بہت جلد شروع ہونی چاہییں تھیں۔ اگر ایسا ہو جاتا تو عوام نہ سہی کم سے کم پڑھے لکھے لوگوں میں قومی مقابلہ کرنے کی اہمیت کہیں زیادہ ہوتی۔ بہر حال یہ بھی غنیمت ہے کہ ادبی فضامیں تبدیلیاں شروع ہونے لگیں اور ادیبوں کے شعور کی سمت بدلنے لگی۔ کم از کم انھیں یہ احساس ہونے لگا کہ ہمارے پرانے معتقدات ناکافی تھے۔ اور نئے حالات میں ان سے بالکل کام نہیں چل سکتا۔"(۲۰)

اس دور میں تجریدی اور علامتی رویہّ فروغ پانے لگا۔ اس تجریدی اور علامتی دور میں بھی اسلامی اقدار، اسلامی روایات اور اسلامی عقائد و نظریات ہماری شاعری پر غالب آنے لگے۔ تحریکِ ادبِ اسلامی بھی ایک

۱۹۔ شاہدہ نذیر، **پیر نصیر الدین نصیر کی اردو نعت، فکری وفنی جائزہ**، مقالہ، ایم-فل، لیڈنگ ٹوپی-ایچ-ڈی، علامہ اقبال اوپن یونی ورسٹی، ۲۰۱۰ء، ۵٦۔

۲۰۔ حسن عسکری، **مجموعہ محمد حسن عسکری** (لاہور: سنگ میل پبلی کیشنز، ۲۰۰۰ء)، ۱۱۳۸۔

مقصدی تحریک تھی جو کہ اسلامی افکار و نظریات کی روشنی میں ایک صالح معاشرے کی متمنّی تھی۔ چناں چہ اس کا حلقۂ اثر صرف رفقائے تحریک تک محدود ہونے لگااور دیگر ادبی جرائد نے بھی عملاً اسے نظر انداز کر دیا۔ آہستہ آہستہ ترقّی پسند تحریک کی طرح یہ بھی شخصیت پرستی کا شکار ہوگئی اور اس کا بھی تنظیمی ڈھانچہ سرکاری احتساب کی زد میں آگیا۔

اگرچہ اسلامی ادب کی تحریک اب فعّال نہیں رہی، مگر بالواسطہ طور پر اسلامی اقدار، اسلامی روایات اور اسلامی افکار و نظریات کی معنویت پاکستان نعت گو، نظم گو اور غزل گو شعرا کی صورت میں نہ صرف زندہ ہیں، بلکہ رواں دواں رہیں گے۔

List of Sources in Roman Script

- ‘Askari, Hasan, *Majmo‘ah Muhammad Hasan ‘Askari*. Lahore: Sang-e Mil Publications, 2000.
- Ahmad, Shahzad. *Aik So Aik Pakisthani Na‘at Go Shu‘ara*. Karachi: Rang-e Adab Publications, 2017.
- Ali, Nawazish. *Pakistan main Urdu Adab ky Pachas Sal*. Lahore: al-Waqar Publications, 1997.
- Al-Qadri, Mahir. *Mahsosat-e Mahir*. Karachi: Nafees Academy.
- Amjad, Sajid. *Urdu Sha‘iri par Barsaghir ky Tahzibi Athrat*. Lahore: al-Waqar Publications, 2003.
- Baloch, J‘afar. *Aqleem*. Lahore: Maktabah ‘aliah, 1986.
- Dhyai, Aasi. “*Na‘tyah Ash‘ar*” in *Aoj (Na‘at No.)*, Lahore, 1993-96.
- Firaqi, Tahseen, “*Na‘tyah Shehr-e Ashob*” in Monthly *Sayyarh*. Lahore, December, 1994.
- Gorakhpori, Majno. *Adab aor Zindagi*. Karachi: Maktaba Danyal
- Karnali, ‘Asi. *Na‘ton ky Gulab*, Multan: Karwan-e Adab, 1986.
- Malik, Arshad. *Karo Zikr mairy Hadhoor ka*. Rawalpindi: Romail Publications, 2014.
- Milsyani, Gohar. ‘*Asar-e Hadhir ky Na‘at Go*. Karachi: Kitab Saray, 2013.
- Mirza, Mubin. “*Na‘at aor Urdu Sh‘ri Tahzib*” in Urdu *Na‘at ki Sh‘ri Rawayat*, ed. Sabih Rahmani. Karachi: Academy Bazyaft, 2016.
- Nazir, Shahidah. *Pir Nasir ul din ki Urdu Na‘at, Fikri wa Fanni Jaizah*, M.Phil. Thesis. Islamabad: Allama Iqbal Open University, 2010.

- Rasoolnagri, Nithar Ahmad. *Fakhar-e Kaonanin*. Quetta: Sajjad Publications, 1981.
- Sadid, Anwar. *Urdu Adab ki Tahrikain*. Karachi: Anjuman Taraq-I Urdu, 2013.
- Sadiqi, Na'im. *Noor ki Nadiyan Rawan*, Lahore: Idarah Mu'arf-e Islami, 1987.